

مولانا مصلح الدین قاسمی

استاذ ادب عربی مدرسہ شاہی، مراد آباد

موجودہ عالمی انتشار اور اسلام کا امن آفریں پیغام

آج پورا عالم اسلام جس بد امنی و اتار کی اور انتشار و لامرکزیت کا شکار ہے، تمدنی ترقیات اور معاشی سرگرمیوں کے دھارے میں جس طرح بہہ رہا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے، ہر طرف بنیاد پرستی، شدت پسندی اور جنگجویانہ سرگرمیوں کا دور دورہ ہے، پوری دنیائے انسانیت خون میں نہا رہی ہے، ہر چار جانب خون کے فوارے چھوٹے نظر آ رہے ہیں، قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں، ہر ایک دوسرے کے حق میں زہر قاتل بنا ہوا ہے، بغض و عناد، کینہ، کپٹ، بدگمانی، بے اعتمادی، عزت و آبرو کی بے وقعتی، مردم آزاری و آدم بیزاری، عقل پر جذبات کی حکمرانی، دور اندیشی پر کوتاہ اندیشی کا غلبہ، عوامی مفاد پر ذاتی اغراض کی ترجیح، جذبات کے پیچھے بہہ جانے اور کھوکھلے نعروں کے پیچھے دیوانہ بن جانے کی عادت جیسی بیماریاں لوگوں کے دلوں میں جڑ پکڑ چکی ہیں، اور یہ ایسی بیماریاں ہیں جو بڑی سے بڑی قوم اور ملک کا خاتمہ کر دیتی اور موت کے گھاٹ اتار دیتی ہیں، اسی طرح تنگ نظری، مفاد پرستی، حد سے بڑھا ہوا احساس برتری، جذبات سے مغلوب ہو جانے، روئی کی طرح جلد آگ پکڑ لینے، اور بارود کی طرح بھک سے اڑ جانے کی صلاحیت کسی ایک میدان میں محدود و کسی ایک فرقے کے ساتھ مخصوص نہیں رہ سکتی، نفرت و اقتدار کی بڑھی ہوئی ہوس کی آگ کو اگر جلانے کے لئے ایندھن نہ ملے تو وہ خود کو کھانے لگتی ہے۔ دور جاہلیت کے ایک حقیقت پسند عرب شاعر نے کہا تھا ہے

النار تاكل نفسها . ان لم تجدوا ماتا كله

آگ اپنے کو کھانے لگتی ہے اگر اس کو کچھ اور کھانے کو نہ ملے۔

اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج پوری دنیائے انسانی ان تمام مہلک امراض میں مبتلا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ پورے عالم میں عجیب و غریب قسم کی بحرانی کیفیت چھائی ہوئی ہے، دنیا کے کسی گوشے میں چین و سکون نظر نہیں آ رہا ہے۔

تمدن اور علم کا دور دورہ ہے اب تو ہوتا یہ چاہیے کہ انسانوں کے مابین حائل فاصلے کم ہوتے، آپسی روابط و تعلقات میں اضافہ ہوتا، لیکن یہ سب کچھ نہیں ہو رہا ہے، جتنا علم بڑھتا جا رہا ہے انسانوں کے باہمی خلیج میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے آخر ایسا کیوں ہے اس کے اسباب کیا ہیں اور ان حالات میں اسلام کا امن آفریں پیغام کیا ہے؟

یہ ایک ایسا چھتا ہوا سوال ہے جو ہر اس ہوش مند کے دل میں پیدا ہو رہا ہے جسے انسانیت سے ہمدردی ہے، جسے رنگ، علاقہ، زبان اور قوم سے زیادہ انسانیت عزیز ہے، مگر اس سوال کا جواب اور اس بحرانی کیفیت کے اسباب کا پتہ قرآن وحدیث کے مطالعے سے چلے گا، چند اسباب درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ہمارے علوم اب برائے معلومات اور حصولِ نفع رہ گئے ہیں۔ ان کے ساتھ انسانی ہمدردی اور جذبہ خدمت کا سبق ختم ہو گیا ہے۔ جبکہ اسلام میں انسانی ہمدردی اور انسانیت نوازی پر بہت زور دیا گیا ہے۔
- ۲۔ نشر و اشاعت کے وہ وسائل و ذرائع جو معلومات اور حصولِ تفریح کے لئے ایجاد کئے گئے تھے ان سے اب بیشتر ایسے اخلاق سوز اور حیا سوز مناظر پیش کئے جانے لگے جو محبت و الفت اور انسانیت کی جوت جگانے کے بجائے جرائم پیشہ بننے کا ذہن تیار کرنے لگے۔
- ۳۔ سامانِ عیش و تنعم کی نئی ایجادوں نے حصولِ پامال و جاہ کی ایسی حرص پیدا کر دی ہے کہ انسان کے لئے انسان کی جان لینا اتنا آسان ہو گیا ہے جتنا فصل نقصان کرنیوالے کیڑے مکوڑوں کو مارنا۔

فتنہ و فساد کے ان اسباب و محرکات کی کھلی آزادی اور چھوٹ کے ساتھ اہل قلم کتنے ہی اچھے مضامین لکھیں اور حالات کا تجزیہ کریں خون و خرابے میں کوئی کمی نہیں آسکتی، اخلاقی فساد و بگاڑ کو دور نہیں کیا جاسکتا، یہ فساد و بگاڑ جب بڑھتا ہے اور اس کی فکر نہیں کی جاتی تو وہ افراد سے تجاوز کر کے جماعتی قومی اور علاقائی بنیادوں تک پھیل جاتا ہے اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا ہوا پوری دنیا کو محیط ہو جاتا ہے اس وقت پوری دنیا کی جو صورتحال ہے اور جس کا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں اس میں یہی اسباب و عوامل کام کر رہے ہیں۔

اب رہا یہ کہ اس نازک مرحلے اور انتشار کے دور میں اسلام کا پیغام کیا ہے اور کن اصولوں کے اپنانے کی اسلام تلقین کرتا ہے جن سے عالم اسلام کی اس بحرانی کیفیت میں سدھار پیدا ہو۔ تو سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں، ہمارا ایمان قرآن وحدیث کی لازوال اور انٹ تعلیمات پر ہے، ہمارے لئے قرآن وحدیث اور اسوۂ نبوی ہی وہ قیمتی تحفہ ہے جو ہمیں www.rasailojaraid.com پر ملتا ہے، زلت و خواری کے عیش غار

سے نکال کر عزت و کامرانی کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا سکتا ہے، ذلت و خواری کے عمیق غار سے نکال کر عزت و کامرانی کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اسوۂ نبوی ﷺ کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا: ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۂ حسنة“ (الاحزاب/۲۱) تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اچھا نمونہ ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو پوری دنیا میں عام کریں، سیرت نبوی کے ہر گوشے کو اجاگر کریں اور دنیا کے چپے چپے میں یہ بات پہنچادیں کہ اس بحران اور انتشار کو دور کرنے کے لئے آپ کی تعلیمات ہی واحد راستہ ہے، آپ ﷺ ہی کی سیرت طیبہ میں عام انسانوں کی صلاح و فلاح اور اثر انگیزی کا غیر معمولی سامان ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن اور نصب العین انسانی قدروں کا تحفظ کرنا تھا جو آپ ﷺ سے پہلے پامال و برباد کی جا چکی تھیں، چنانچہ یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ اپنی نبوت و رسالت کا لافانی پیغام لے کر اس کارگہ عالم میں جلوہ گر ہوئے اس وقت کی بحرانی کیفیت اور مردم بیزاری اس وقت سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی تھی، بلکہ اس وقت تو شرافت و انسانیت اور اخلاق و مروت اپنا بستر پلٹ چکی تھی، بیٹھ ارضی پر ہر چہار سو یاس و ناامیدی کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، تہذیب و تمدن، شائستگی اور حسن معاشرت کی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی، اس وقت بھی آپ ﷺ ہی کا اسوۂ کار گر ہوا، آپ ﷺ کے جلوہ افروز ہوتے ہی اس بحرانی کیفیت میں سدھار آنے لگی، برے اخلاق اور گندی خصلتوں کے خیمے اکھڑنے لگے، تشدد و ظلم و بربریت، آپسی اختلاف و تنازع اور باہمی کشیدگی کی دیوار ڈھک گئی، جب آپ ﷺ نے اپنے نورانی اخلاق و کردار، صالح و پاکیزہ زندگی اور اسلامی طرز معاشرت سے دنیا والوں کو روشناس کرایا تو پوری دنیا نے آپ ﷺ کی تعلیمات پر لبیک کہا اور وہ بھی لوگ جو دنیا کی قوموں میں سب سے پست تھے دنیا والوں کے لئے معلم و مربی بن گئے، جو رہزن تھے وہ رہبر بن گئے، جن کی زندگی فسق و فجور کی نذر تھی وہ اتنے بلند و مقدس مرتبے پر فائز ہو گئے کہ صداقت و پاکیزگی کو ان کے انتساب سے شرف ہونے لگا، جو مردہ تھے وہ زندہ ہی نہیں بلکہ دوسروں کو زندگی دینے والے بن گئے۔ سچ ہے۔

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

آپ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی آپ کی سنت پر پوری طرح عمل کیا، انہیں آپ ﷺ کی حیات اقدس، آپ ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی سیرت و صورت کو اپنے اذہان میں اس طرح محفوظ کر لیا کہ ان کے پاس ہمیشہ اس طرح کی باتیں تھیں کہ ان سے کسی آسانی سے

کو بھی اس طرح محفوظ نہ کیا گیا، اور وسعت و تفصیل کا یہ عالم کہ افعال و فرامین، صورت و سیرت، رفتار و گفتار، اخلاق و عادات، طرزِ زیست و معاشرت، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے بولنے، خورد و نوش اور لباس و پوشاک کی ایک ایک ادا اور حالات و واقعات کا ایک ایک حرف ضبط کر لیا اور عملی زندگی میں ان سب کو برت کر دکھایا۔

آج بھی محسنِ انسانیت، رحمتِ عالم ﷺ کی کتابِ ہستی کا ایک ایک ورق مشعلِ ہدایت بن کر عالم کے سامنے ہے، رسول ﷺ آج چشمِ ظاہر سے گرچہ مستور ہیں، لیکن اسوہ رسول ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، وہ قدم جن پر پیشانیاں رگڑنا ہمارے لئے اورجِ سعادت تھا آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، لیکن ”نقشِ قدم“ موجود ہیں مگر لوگ اس سے رہنمائی حاصل نہیں کر رہے ہیں، یہ عملی کوتاہی ہی نہیں ذہنی افلاس کی بھی علامت ہے جو حیاتِ طیبہ قدم قدم پر رہنما ہے اور جس کا ایک ایک جزئیہ محفوظ ہے اس کی روشنی میں ہم کوئی لائحہ عمل مرتب نہ کر سکیں اور دنیوی نقشوں میں اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے میں اپنی توانائیاں ضائع کر دیں۔

آج عالمِ اسلام کے بحران کو ختم کرنے اور امن و سکون پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم زندگی کے ہر گوشے میں آپ ﷺ کی تعلیمات کو ملحوظ رکھیں، آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کریں، ہر شخص اپنا اپنا محاسبہ کر کے اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرے، صحابہ کرام کا حال یہ تھا کہ ہر ایک کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ میرا کوئی فعل، میرا کوئی عمل، میرا کوئی قول، میری کوئی ادا اللہ تبارک تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف تو نہیں ہے۔ اور جب یہ فکر لگی ہوئی ہے تو اب جب وہ کسی دوسرے سے کوئی اصلاح کی بات کہتے ہیں تو وہ بات دل پر اثر انداز ہوتی ہے اس سے زندگیاں بدلتی ہیں اس سے انقلاب آتے ہیں اور انقلاب برپا کر کے دنیا کو بھی دکھادیا۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم دوسروں کو نصیحت کر رہے ہیں اور خود ہمارا علم اس پر نہیں ہے اس لئے اولاً تو اس بات کا اثر نہیں ہوگا، اور اگر اثر ہو بھی گیا تو سننے والا جب یہ دیکھے گا کہ یہ خود تو اس کام کو نہیں رہے ہیں اور ہمیں نصیحت کر رہے ہیں۔ اگر یہ کام اچھا ہوتا تو پہلے یہ خود عمل کرتے، اس طرح وہ بات ہوا میں اڑ جاتی ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا، حضور اقدس ﷺ کی سیرت نے جو انقلاب برپا کیا، اور صرف ۲۳ سال کی مدت میں پورے جزیرہ عرب بلکہ پوری دنیا کی کاپی لٹ دی یہ انقلاب اس لئے آیا کہ آپ ﷺ نے جس بات کا امت کو کرنے کا حکم دیا پہلے خود اس پر اس سے زیادہ عمل کیا، اگر ہم بھی یہ طریقہ اپنالیں اور اپنے قول و عمل میں یکسانیت پیدا کر لیں، اپنے آپ کو اخلاق، ذہنی اور عملی اعتبار سے ممتاز ثابت کر دیں تو یقیناً چمن کی روٹھی ہوئی بہار پلٹ کر قدموں میں آ جائے گی۔